محمد مشتاق احمد☆

ابلیس اور حکمران

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے اپنی کتاب "تلبیس ابلیس" اس مقصد کے لیے لکھی تھی کہ لوگوں پر واضح کیا جائے کہ ابلیس ان پر کس کس طرح حملہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مثال کے طور پر واضح کیا ہے کہ محدثین پر وہ کیسے حملہ آور ہوتا ہے؟ فقہا کو وہ کیسے نشانہ بناتا ہے؟ صوفیا کو کیسے اپنے دام میں پھنساتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس کتاب کے ساتویں باب میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ابلیس حکمرانوں کو کس طرح اپنے متبعین میں شامل کرتا ہے۔ اس باب کا مطالعہ کرتے ہوئے بار بار خیال جنرل (ر) پرویز مشرف کے آٹھ سال سے زائد عرصے پر محیط دور حکومت کی طرف جا رہا تھا۔ ابن الجوزی نے ابلیس کی بارہ چالوں کا ذکر کیا ہے۔ ذرا دیکھیے کہ جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف ان میں سے کس کس چال کا شکار ہوئے؟ یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ کیا نئے حکمران ابلیس کی ان چالوں سے خود کو بچانے کی کوشش کریں گے؟

۱۔ ابلیس حکمرانوں کے دلوں میں یہ خیال ڈال دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ مخلوق ہیں، جبھی تو اس نے انہیں حکومت دی ہے، حالانکہ اگر یہ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے تو چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں تاکہ درحقیقت اس کے پسندیدہ افراد میں شامل ہو جائیں۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ بارہا ظالموں کی رسی دراز کر دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر مظالم ڈھاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کا پیمانہ بھر جاتا ہے۔

۲۔ ابلیس ان کے دلوں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ حکمران کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں پر اس کی دہشت قائم ہو۔ چنانچہ ایک طرف وہ مظالم ڈھانا شروع کر دیتے ہیں اور دوسری طرف علما اور سنجیدہ وفہمیدہ لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر یہی بات ان کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

۳۔ ابلیس حکمرانوں کو ان کے مزعومہ دشمنوں سے ڈرا کر اس بات پر مجبور کر دیتا ہے کہ وہ عام لوگوں سے دور رہیں اور اپنے ارد گرد سخت حفاظتی پہرا بٹھائیں۔ اس طرح وہ اس حدیث کا مصداق بن جاتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ جو حکمران لوگوں کی حاجات پوری نہ کرے اور ان سے کنارہ کشی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری نہیں کرتا اور ان

☆اسسٹنٹ پروفیسر قانون، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

سے کنارہ کشی کر لیتا ہے۔

۴۔ ابلیس کے دام میں پھنس کر حکمران ایسے ماتحتوں کو لوگوں پر مسلط کر دیتا ہے جن میں نہ علم ہوتا ہے اور نہ تقویٰ۔ چنانچہ وہ لوگوں کا حق کھاتے اور ان پر ظلم کرتے ہیں، بے گناہوں کو سزائیں دیتے ہیں اور مجرموں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر لوگوں کی بد عائیں صرف ان ماتحت افسران ہی کو نہیں لگتیں بلکہ ان کو تعینات کرنے والے حکمران بھی ان کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔

۵۔ ابلیس کے اثر سے حکمران اپنی رائے کو حتمی اور مبنی بر صواب سمجھنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ بے گناہوں کو سزائیں دینے اور مجرموں کو آزاد چھوڑنے کو ہی ''سیاست'' اور ''تقاضائے مصلحت'' قرار دینا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ شریعت کی خلاف ورزی میں کوئی مصلحت نہیں ہو سکتی اور ظلم ڈھانا کبھی بھی مصلحت کا تقاضا نہیں ہو سکتا۔

۶۔ حکمران ابلیس کے مغالطے میں آ کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ریاست کے تمام خزانے ان کے اختیار میں ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان اگر اپنے مال کو بھی بے جا اڑانا شروع کر دے تو شریعت کے تحت اس پر اپنے مال میں تصرف سے بھی روکا جا سکتا ہے۔ پھر اس ملازم کو کیسے کھلی چھٹی دی جا سکتی ہے جسے ایک مخصوص اجرت پر اس کام کے لیے ملازم رکھا گیا ہو کہ وہ لوگوں کے مال کی حفاظت کرے؟

۷۔ ابلیس حکمرانوں کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ چونکہ وہ ملک اور قوم کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں، اس لیے وہ اگر چھوٹے موٹے گناہ کریں گے تو ان سے کچھ باز پرس نہیں ہوگی، حالانکہ اگر انہوں نے باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ ملک اور قوم کی حفاظت کریں۔ اس فرض کی ادائیگی میں وہ کوتاہی کریں گے تو انہیں سزا ملے گی۔ چنانچہ اس فرض کی ادائیگی کو ایک استحقاق سمجھ کر مزید گناہوں کا ارتکاب کیسے کر سکتے ہیں؟

۸۔ ابلیس حکمرانوں کو ہر جانب سے مطمئن کر دیتا ہے اور وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ سب کچھ ٹھیک جا رہا ہے، حالانکہ اگر حقیقت تک ان کی نظر پہنچتی تو وہ جان لیتے کہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے بلکہ ہر طرف ان کی غلط روش کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔

۹۔ ابلیس کے اثر سے حکمران یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ بدعنوان لوگوں کے قبضے میں جو کچھ بھی ہے، وہ ان سے چھین لینا نہایت مستحسن کام ہے، حالانکہ اگر کوئی شخص بدعنوان ہو تب بھی اس کی ملکیت میں موجود مال کے متعلق جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ بدعنوانی سے حاصل کیا گیا ہے، وہ اس سے نہیں چھینا جا سکتا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو ان کے ایک ماتحت نے لکھا کہ کچھ بدعنوان لوگ ایسے ہیں جنہوں نے لوگوں سے ناجائز مال بٹور لیا ہے، لیکن اس کی وصولی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان کو سخت سزا نہ دی جائے۔ عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ وہ بدعنوانی سے حاصل کیے گئے مال سمیت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں، یہ اس سے بہتر ہے کہ میں ان پر ڈھائے گئے ظلم سمیت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں۔

۱۰۔ ابلیس حکمرانوں کو یہ بات سجھا دیتا ہے کہ وہ ظلم کے ذریعے چھینے گئے مال میں سے صدقہ کریں تو ان کا ظلم معاف ہو جائے گا، حالانکہ ظلم کا گناہ اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔ اگر صدقہ لوٹے گئے مال سے ہی دیا جا رہا ہو تو وہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہی نہیں ہے۔ اور اگر ظالم نے صدقہ اپنے جائز مال سے دیا ہے تب بھی ظلم کا گناہ معاف نہیں ہو سکتا

کیونکہ ظلم اس نے کسی اور پر ڈھایا ہوتا ہے اور صدقہ یہ کسی اور کو دیتا ہے۔

۱۱۔ ابلیس حکمرانوں کو اس روش پر ڈال دیتا ہے کہ ایک جانب وہ ظلم اور گناہوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوتے ہیں اور دوسری طرف بعض نیکوکاروں اور مشائخ کے پاس جا کر ان سے اپنے حق میں دعا کرواتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ اس طرح ان کے گناہ کا اثر کم ہو جاتا ہے، حالانکہ اس اچھے کام سے اس برے کام کے وبال کو نہیں ٹالا جا سکتا۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ایسے ہی موقع پر کہا تھا کہ ظالم مجھ سے اپنے لیے دعا کرنے کو کہتا ہے حالانکہ ہزار افراد سے بد دعا دے رہے ہوتے ہیں، تو کیا ایک کی دعا قبول ہوگی اور ہزار کی بد دعا رد کی جائے گی؟

۱۲۔ بعض حکومتی اہلکار حکمرانوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے کہنے پر لوگوں کا حق چھینتے اور ان پر مظالم ڈھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کا وبال ان کے حکمرانوں پر ہی آئے گا، حالانکہ ظلم کے لیے آلہ بننے والا اور ظلم پر مدد دینے والا ظالم کے جرم میں برابر کا شریک ہے۔ گناہ میں مدد دینے والے بھی گنہگار رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، سودی لین دین لکھنے والے پر اور اس لین دین پر گواہ ہونے والوں پر، اور فرمایا کہ وہ برابر کے گنہگار رہیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ کسی کے خائن ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ خائنوں کے لیے امین بن جائے۔

الشریعہ اکادمی کی تازہ پیش کش

جنرل پرویز مشرف کا دور اقتدار

سیاسی، نظریاتی اور آئینی کشمکش کا ایک جائزہ

☆ ازقلم: ابوعمار زاہد الراشدی ☆

o ۱۲/ اکتوبر کا فوجی انقلاب پاکستانی سیاست کے پس منظر میں o پاکستان، اسلام اور امت مسلمہ: پرویز حکومت کی ترجیحات o دہشت گردی کے خلاف جنگ اور پاک امریکہ تعلقات o پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اور ڈاکٹر عبد القدیر خان کا کیس o مملکت کا نظریاتی تشخص اور پرویز حکومت کے اقدامات o پرویز حکومت اور دینی مدارس o عصری تعلیم اور بین الاقوامی مطالبات o جامعہ حفصہ کا سانحہ o مذہبی شدت پسندی: اسباب وعوامل o عدالتی بحران اور وکلا برادری کی تحریک o جمہوری قوتیں، انتخابات اور نئی حکومت

جنرل پرویز مشرف کی فکری وسیاسی

ترجیحات اور پالیسیوں پر سیر حاصل تبصرہ

صفحات: ۵۹۲ ۔ قیمت: ۳۵۰ روپے